Al-Qawārīr - Vol: 04, Issue: 02,
Jan – Mar 2023

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

خواتین کا کردار اور ذمہ داریاں بحیثیت بیٹی، سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں

Women`s Role & Responsibilities As a Daughter in the Light of Seerat-e-Taiba(SAW)

Dr.Abdul Manan Cheema
Ph.D Islamic Studies, University of Sargodha,Sargodha

Dr.Farhat Naseem Alvi
Chairperson, Department of Islamic Studies,
University of Sargodha

Version of Record
Received: 10-Jan-23 **Accepted**: 01-Feb-23
Online/Print: 20- Feb -2023

ABSTRACT

Role of women is essential for sustainable development of any society. Before the advent of Islam, women had no status in society. Daughters were buried alive as soon as they were born. They had no human rights.They were pushed into the mill of oppression for the sake of delinquent sins. Holy prophet Hazrat Muhammad (SAW) has prevented every injustice with them and honored. Islam is the only religion that has endowed daughters with high dignity and status. The cultural invasion of the West has deprived the Muslim daughter of her historical constructive and intellectual role.In modern time of information, daughter has been deprived her of the values that Islam has entrusted to her.Western civilization is promoting through advance media technology.Current increasing trend of nudity in Muslim societies is against the dignity of daughter. It is the very responsibility of every Muslim daughter to play a key role to confront western culture promotion. Islamic history is adorned with admirable role of Muslim daughters in every walk of life. In this research article, Women`s role as a daughter has been analyzed in light of Seerat-e-Taiba(SAW).

Keywords: *Seerat-e-Taiba(SAW),West, Daughter, Society, Role,Media, Nudity.*

CC BY

تمہید

کسی بھی معاشرے کی سماجی ترقی کے لیے خواتین کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ ظہور اسلام سے پہلے بیٹیوں کو بنیادی انسانی حقوق سے محروم رکھا جاتا تھا۔ بیٹی پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دی جاتی تھی۔ ناکردہ گناہوں کی پاداش میں بیٹی کو ظلم و جبر کی چکی میں دھکیل دیا جاتا تھا۔ محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ نے بیٹی کو نہ صرف انسانی حقوق سے مالا مال کیا بلکہ بلند مقام و مرتبہ بھی عطا کیا۔ اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس نے بیٹی کو اعلیٰ مقام عطا کیا۔ جب بیٹیوں کا احساس محرومی ختم کیا گیا تو انہوں نے نبی کریمؐ کی ہدایات کی روشنی میں زندگی کے ہر شعبے کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ سیرت الرسولؐ اور اسلامی تاریخ مسلم بیٹیوں کی بصیرت و جرأت اور دور اندیشی کی مثالوں سے مزین ہے۔ سیرت طیبہ ﷺ مسلمان بیٹی کے کردار کا بہترین نمونہ پیش کرتی ہے۔ مغرب اور مغربی میڈیا کی ثقافتی یلغار نے مسلمان بیٹی کو اس کے تاریخی تعمیری و فکری کردار سے محروم کر دیا ہے۔ مغربی تہذیب و فکر مسلم نوجوان نسل میں انتہائی سرعت سے سرایت کرتی جا رہی ہے۔ میڈیا پر مغربی فکر و تہذیب کی دلدادہ خواتین کو آئیڈیل بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ مسلم معاشروں میں بیٹی کو اس کے حقیقی و تعمیری کردار سے محروم کیا جا رہا ہے۔ ازواجِ مطہرات، صحابیات، محدثات، تابعیات، صالحات کا کردار اجاگر کرنا وقت کی پکار ہے۔ پیشِ نظر مضمون معاصر دنیا میں سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں بیٹی کا کردار اور ذمہ داریوں کو اجاگر کرتا ہے۔

سابقہ تحقیق کا جائزہ

عصر حاضر میں اصلاح معاشرہ کے لئے بیٹی کا کردار بے انتہا اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر بہت سارے لوگوں نے قلم اٹھایا ہے۔ مقالہ نگار عظمیٰ بیگم نے تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی بعنوان "پہلی صدی ہجری میں خواتین کی دینی خدمات" نمل یونیورسٹی، اسلام آباد میں پیش کیا۔ اس مقالے میں موصوفہ سکالرہ نے خواتین کی علمی، دینی، سماجی، جہادی اور اخلاقی خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ "بیٹی کی شان و عظمت" ڈاکٹر فضل الٰہی کی مایہ ناز تصنیف ہے جس میں قرآن و احادیث کی روشنی میں بیٹی کا مقام و مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔ بیٹی کی عظمت کے موضوع پر ڈاکٹر موصوف کی یہ کاوش لائق تحسین ہے۔ یہ تصنیف دار النور اسلام آباد سے 2014ء میں شائع ہوئی۔ خالد رحمن اور سلیم منصور خالد کی تصنیف کردہ کتاب کا نام "خواتین معاشی اختیار اور تعلیم" ہے جسے انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد نے 2007ء میں شائع کیا۔ اس کتاب میں تعلیم اور معاش کے میدان مین خواتین کی سرگرمیوں کی حکمت عملی تشکیل دینے پر بحث کی گئی ہے۔ اس کا اسلوبِ بیان سلیس اور انتہائی عمدہ ہے۔ "پاکستانی معاشرے میں مطلقہ خواتین کے سماجی و قانونی

مسائل شرعی تناظر میں تجزیاتی مطالعہ "ڈاکٹر سیدہ سعدیہ کی تصنیف ہے جس میں معاشرہ میں طلاق کے اسباب و محرکات اور نتائج بیان کیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب موجودہ دور میں خواتین کے سماجی و معاشرتی مسائل کی بہترین عکاسی کرتی ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب میں خاندانی نظام اور عورت کی سماجی و قانونی حیثیت پر بھی دلائل کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔ "ساٹھ باکمال خواتین" مولانا اسحاق بھٹیؒ کی ایک معروف تالیف کا منتخب حصہ ہے جسے مکتبہ فہیم انڈیا نے شائع کیا ہے۔ مولانا بھٹیؒ کی اس تصنیف میں دس صحابیات سمیت ساٹھ نامور تابعیات و صالحات کی سیرت کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ اس تصنیف کا اسلوب بیان سادہ اور عام فہم ہے۔ ڈاکٹر فرحت نسیم علوی کا آرٹیکل بعنوان " قرون اولیٰ کی خواتین اور شعری ادب" ریسرچ جرنل، الاضوی میں، جون 2007 میں شائع ہوا۔ اس میں قرون اولی کی خواتین کے ادبی ذوق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ڈاکٹر عبدالمنان چیمہ کا ریسرچ آرٹیکل "اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کی مثبت و تعمیری سرگرمیوں کا تجزیاتی مطالعہ " ریسرچ جرنل التبیین (دسمبر 2020) میں چھپا۔ جس میں عصر حاضر میں خواتین کی مثبت سرگرمیوں کا دینی و شرعی جواز پیش کیا گیا ہے۔

متذکرہ بالا تصانیف و مضامین کے علاوہ بھی خواتین کے موضوع پر تحقیقی مواد دستیاب ہے۔ تاہم عصر حاضر میں عورت کے بڑھتے ہوئے کردار کی مناسبت سے اسلامی نقطہ نظر پیش کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اس لئے "خواتین کا کردار اور ذمہ داریاں بحیثیت بیٹی، سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں" کا موضوع منتخب کیا گیا۔

منہج تحقیق

زیر نظر مقالہ میں بیانیہ منہج تحقیق اختیار کیا گیا ہے۔ بنیادی مصادر سے استفادہ کرنے کی کاوش کی گئی ہے۔ تاہم بعض ثانوی مصادر بھی لئے گئے ہیں۔ تازہ ترین معلومات (Information) کے لئے انٹرنیٹ کا بھرپور استعمال کیا گیا ہے۔ خواتین پر مختلف کتب و تصانیف کا مطالعہ کے لئے سیرت سٹڈی سنٹر سیالکوٹ کینٹ اور علامہ اقبال لائبریری پیرس روڈ سیالکوٹ کا وزٹ کیا گیا۔ قرآنی آیات کا اردو ترجمہ فتح محمد جالندھری کے ترجمہ قرآن "القرآن الکریم"[1] سے سے لیا گیا ہے۔ اس مقالہ میں بیٹی کے مقام و مرتبہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ دور حاضر میں مسلم بیٹی کے کردار اور اہم ذمہ داریوں کو سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں بیان کیا گیا ہے۔

بیٹی کی قدر و منزلت

سیرت طیبہ ﷺ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کس قدر شان و عظمت سے نوازا۔ قبل از اسلام بیٹی کو مرتبۂ انسانیت سے گرادیا گیا تھا۔ محسنِ انسانیت رسول اللہ ﷺ نے بیٹی کو ظلم ،بے حیائی، رسوائی اور تباہی کے گڑھے سے نکالا۔ بیٹی کو نہ صرف تحفظ بخشابلکہ انسانی حقوق بھی تفویض کیے۔ نبی کریمؐ نے بیٹی کو ہر لحاظ سے عزت و شرف سے نوازا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اپنی بیٹیوں اور نواسوں سے گہرا لگاؤ تھا۔ آپ ﷺ سفر سے واپسی پر ازواج مطہرات کے حجروں میں جانے سے پہلے اپنی بیٹی کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ آپؐ آگے بڑھ کر مرحبا کے الفاظ کے ساتھ بیٹی کا استقبال کرتے تھے۔ بیٹی کا ہاتھ تھام کر مجلس میں دائیں یا بائیں بٹھاتے۔[2] قرآن کریمؐ کی متعدد آیات سے بیٹی کی شان ثابت ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا"[3]

ترجمہ:"مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی (رونق و) زینت ہیں اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔"

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

" وَالْباقِياتُ الصَّالِحاتُ" يَعْنِي الْبَنَاتِ الصَّالِحَاتِ هُنَّ عِنْدَ اللَّهِ لآبائهن خيرثو ابا"[4]

ترجمہ:" وَالْباقِياتُ الصَّالِحاتُ سے مراد نیک بیٹیاں ہیں جو ماں باپ کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب کے لحاظ سے بہتر ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر اولاد کی فطری محبت رکھ دی ہے۔ لیکن بیٹی یا بیٹے کی عطا کا مکمل اختیار اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ۔ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَ اِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ "[5]

ترجمہ:"وہ پیدا فرماتا ہے جو چاہے جسے چاہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جسے چاہے بیٹے دیتا ہے۔ یا ان کو لڑکوں اور لڑکیوں دونوں سے نواز دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے بلاشبہ وہ سب کچھ جانتا پوری قدرت والا ہے"

متذکرہ بالا آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ اولاد (بیٹی یا بیٹا) کی عطا اللہ تعالیٰ کی مشیت و رضا پر منحصر ہے۔ اس لئے بیٹی کی پیدائش پر افسردگی کا اظہار کسی مومن کے شان شایان نہیں ہو سکتا۔

امام طبریؒ رقمطراز ہیں:

"سلطانه ما يشاء، ويخلق ما يحبّ خلقَه سلطانه ما يشاء "[6]

ترجمہ: "اللہ کا ہی اختیار ہے جسے وہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے (بیٹی یا بیٹی)۔"

بعض مفسرین کرام بیان کرتے ہیں کہ مذکورہ آیت سے تذکرہ کرنے میں بیٹی کو مقدم رکھنے میں بیٹی کی عظمت کی طرف اشارہ ہے۔

امام ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

"وهو أنه سبحانه قدم ما كانت تؤخره الجاهلية من أمر البنات، حتى كأن الغرض بيان أن هذا النوع المؤخر الحقير عندكم مقدم عندي في الذكر"[7]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے اسے (بیٹی) کو مقدم رکھا جسے جاہل مؤخر کرتے تھے۔ گویا کہ مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ تمہارے (جاہلوں) کے نزدیک یہ حقیر پسماندہ جنس ہے لیکن میرے نزدیک ذکر میں یہ افضل و مقدم ہے۔"

مذکورہ بالا دلائل و براہین سے بیٹی کی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ اولاد کی جنس (بیٹی یا بیٹا) کا سارا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اتنی واضح آیات قرآنی کا علم ہونے کے باوجود اسلامی معاشروں میں آج بھی زمانہ جاہلیت کی طرح بیٹیوں کی پیدائش پر پریشانی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ بیٹیوں کی پیدائش پر افسردگی کا اظہار جاہلیت کی علامت ہے اور یہ بد خصلت کفار میں پائی جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ"[8]

ترجمہ: "جب ان میں سے کسی کو بیٹی (کے پیدا ہونے) کی خبر ملتی ہے تو اس کا منہ (غم کے سبب) کالا پڑ جاتا ہے اور اس کے دل کو دیکھو تو وہ اندوہناک ہو جاتا ہے۔"

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:

"With regard to woman as daughter, the Islamic attitude can be guessed from the reproaches which the Qur'an makes against the pagan, pre-Islamic behavior at the birth of daughters."[9]

امام احمد بن حنبلؒ بیٹیوں کی ولادت پر فرمایا کرتے تھے انبیاء علیہم السلام بیٹیوں کے والد ہیں۔ بیٹیوں کی بجائے صرف بیٹوں کی ولادت پر مبارک باد دینا جاہلیت کا اظہار ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کو ناپسند کرنے سے منع فرمایا ہے اور انہیں پیار کرنے والیاں اور بیش قیمت قرار دیا ہے۔ صالح بیٹیاں اپنے والدین کے لیے ثواب وامید کے لحاظ سے بیٹوں سے بڑھ کر ہیں۔ بیٹیوں کی کفالت کا بہت زیادہ اجر وثواب ہے۔ احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ بیٹیاں والدین کو جہنم کی آگ سے بچاؤ کا ذریعہ ہیں۔

ارشاد نبویؐ ہے:

" مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ البَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ"[10]

ترجمہ:"جو فرد بیٹیوں میں سے کسی چیز کے ساتھ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اور وہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے دوزخ کی آگ سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گی۔"

مذکورہ بالا دلائل وبراہین سے ثابت ہوتا ہے کہ بیٹی کی پیدائش والدین کے لیے رحمت الٰہی کا موجب ہے۔ بیٹی کی خبر پر مشرکین مکہ کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا تھا۔ حیرت کی بات ہے آج مسلم معاشروں میں بھی بعض والدین بیٹی کی پیدائش پر غمگین ہو جاتے ہیں حالانکہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ ثابت کرتا ہے کہ بیٹی کی پرورش اور تعلیم وتربیت اجر کے لحاظ سے افضل ہے۔

عزت کا معیار بیٹی یا بیٹا نہیں بلکہ پاکیزہ کردار ہے

اسلام میں عزت کا معیار بیٹی یا بیٹا نہیں بلکہ تقویٰ اور اس کا پاکیزہ کردار ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بعض اوقات بیٹیاں اپنے تقویٰ اور علم کی بنیاد پر بیٹوں سے بازی لے جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر امام مالکؒ کی بیٹی فاطمہ نے "موطا" کو زبانی یاد کر لیا اور حدیث کی راویہ بن گئیں جبکہ ان کا بیٹا ایسا نہ کر سکا۔ اس طرح امام مالکؒ کی بیٹی نے بیٹے پر علمی وفقہی فوقیت ثابت کر دی۔[11] عالم اسلام کی شہرت یافتہ خاتون زینب الغزالی متعدد تالیفات کی مؤلفہ تھیں۔ موصوفہ معروف مسلم تحریک اخوان المسلمون کی سرکردہ رہنماؤں میں سے تھیں۔، ان کی ساری زندگی ایثار وقربانی کا استعارہ ہے، قید وبند کی صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔[12] مشہور ومعروف اسکالرہ حفصہ بنت سیرینؒ محدثہ تھیں، محمد بن سیرینؒ مشکل مسائل میں ان سے علمی معاونت حاصل کرتے۔ ایاس بن معاویہ محدثہ حضرت حفصہ کے علمی مقام کو حضرت حسن بصریؒ اور حضرت محمد بن سیرینؒ جیسے اکابر پر فوقیت دیا کرتے تھے۔ مسلم امہ کی بیٹیوں ایسی بے شمار ایثار وقربانی کی داستانیں رقم کیں جو ملت اسلامیہ کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ برصغیر میں التمش کی بیٹی رضیہ سلطانہ کا کردار بحیثیت حکمران ہر لحاظ سے مثالی اور قابل ستائش تھا اور ان کا دورِ اقتدار برصغیر کی تاریخ میں مینارہ نور کی حیثیت رکھتا ہے۔ بیٹیوں کی پیدائش پر غمگین

ہونے کی بجائے ان کی خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنا وقت کی اہم پکار ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بیٹی کا مثبت و تعمیری کردار معاشرہ کی اصلاح و ترقی کا ضامن ہو سکتا ہے۔

بیٹی کا کردار اور ذمہ داریاں

نبی کریم ﷺ نے مساواتِ انسانی کا تصور پیش کیا۔ سیرت طیبہ ﷺ کی کتب میں مساواتِ انسانی اور خواتین کی عزت و تکریم کا عملی نمونہ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ انسانیت کے لحاظ سے بیٹی یا بیٹا یکساں ہیں۔ لیکن فطری صلاحیتوں کے لحاظ سے بیٹی اور بیٹے کے کردار اور ذمہ داریوں کا دائرہ کار الگ الگ ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ رقم طراز ہیں:

> The Qur'an reminds ceaselessly that God has created all things in pairs, and for procreation both the sexes are equally indispensable, each one having its particular function.[13]

تعلیمی و علمی کردار

نبی کریمؐ نے بیٹی کی تعلیم و تربیت کی اس وقت حوصلہ افزائی فرمائی جب دنیا تعلیم نسواں کے تصور سے ناواقف تھی۔ اسلام کی ترویج و اشاعت میں قرون اولیٰ کی خواتین کا تعلیمی و تاریخی کردار بیٹیوں کی تعلیم و تربیت کے نبویؐ منہج کا ہی نتیجہ ہے۔ تمام بڑی کتبِ احادیث میں خواتین کی روایات و احادیث ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ آج کی مسلم بیٹی کے لئے حضرت عائشہ صدیقہ کا علمی و دینی و فکری کردار قابلِ تقلید ہے۔ حضرت عائشہؓ کا علمی کردار معاصر بیٹی کے لئے کامل نمونہ ہے۔ سیرتِ عائشہ تعلیم و تربیت کا استعارہ ہے۔

امام مسروقؒ فرماتے ہیں:

> " لقد رأيت الأكابر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي لفظ مشيخة أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلّم يسألون عائشة عن الفرائض"[14]
>
> ترجمہ: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اکابر صحابہ کو دیکھا ہے کہ وہ فرائض کے بارے میں حضرت عائشہ (رض) سے رجوع فرمایا کرتے تھے۔"

حضرت عائشہ کی تعلیم و تربیت نبی کریمؐ کے زیر سایہ سر انجام پائی۔ اس لئے حضرت عائشہ کی زندگی عصر حاضر کی مسلم بیٹی کے لئے مشعل راہ ہے۔ اسلاف کی بعض بیٹیوں نے اکابرینِ امت کی استاد بننے شرف حاصل کیا۔ امام زہریؒ، علامہ ذہبیؒ، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ

اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ جیسے بلند مرتبہ اکابر نے خواتین اساتذہ سے علمی استفادہ کیا اور اپنی کتب میں اپنی اساتذہ کی قدر و منزلت کا اعتراف بھی کیا۔ علامہ سخاویؒ نے اپنی ایک تالیف میں 1070 خواتین کا تذکرہ کیا ہے جن میں بعض شیخات وفقیہات ہیں۔[15] فلسطین کی معروف سکالر نائلہ صبری نے اپنی تالیف "کواکب النساء" میں 500 سے زائد سکالر مسلم بیٹیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد اکرم ندوی نے اپنی مایہ ناز تصنیف میں دس ہزار محدثات وفقیہات کے شاندار علمی کردار کو مدون کیا ہے۔[16] بیٹی کی تعلیم وتربیت دراصل پورے سماج کی تربیت کے مساوی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلاف بیٹیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر اکرم ندوی لکھتے ہیں:

> "There is no indication that people paid less attention to the education of their daughters."[17]

مذکورہ بالا اقتباس سے معلوم ہوا کہ بیٹی کی تعلیم وتربیت کے لئے مناسب ماحول فراہم کرنا اسلاف کا شیوہ تھا۔ یوں ثابت ہوتا ہے کہ مغرب کا یہ پروپیگنڈا بے بنیاد اور مضحکہ خیز ہے کہ اسلام بیٹی کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اسلامی معاشرہ میں بیٹی کی تعلیم میں کوئی رکاوٹ ڈالنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

آثار واحادیث روایت کرنے میں بھی مسلم بیٹیوں نے مثالی اور جاندار کردار ادا کیا۔ احادیث کی روایت کرنے میں مرد وزن کی شرائط میں کوئی فرق نہیں۔ علامہ ذہبیؒ کا کہنا ہے کہ حدیث کے کئی مرد راوی ضعف کی وجہ سے ترک کیے گئے لیکن ایک بھی عورت متروک نہیں ہے۔[18] اسلاف کی خواتین شرعی حدود وقیود علمی پیاس بجھانے کے لئے دور دراز علاقوں میں پائی جانے والی دانش گاہوں کا سفر کرنے سے بھی گریز نہ کرتی تھیں اور مرد اساتذہ کی شاگردی بھی اختیار کیا کرتی تھیں۔[19]

اکابرین دین کی تعلیم وتدریس اور امت کی بیٹیاں

امت کی بیٹیوں نے بڑے بڑے اکابرینِ دین کو تعلیم سے روشناس کیا۔ معروف سکالرہ حفصہ بنت سیرینؒ (101ھ) اعلیٰ پایہ کی استاد، محدثہ، فقیہہ اور قاریہ تھیں، ان کے بھائی محمد بن سیرینؒ مشکل مسائل ومشکلات میں ان کی طرف رجوع کرتے۔ ایاس بن معاویہ حضرت حفصہ بنت سیرینؒ کے علمی مقام ومرتبے کو حضرت حسن بصریؒ اور حضرت محمد بن سیرینؒ جیسے کبار اہل علم ودانش پر فوقیت وترجیح دیتے تھے۔ اسی طرح فاطمہ بغدادیہؒ امام ابن تیمیہؒ کی قابل فخر شاگردہ تھیں اور ان کو فقہ حنبلی میں مہارت تامہ حاصل تھی، ہر سوال کا جواب نصوص کی روشنی میں دیا کرتی تھیں۔ عبد الملک بن مروان اپنی خلافت کے دور میں شام کی معروف ومشہور محدثہ کے درس میں بیٹھا کرتے تھے۔ مردوں کی کثیر تعداد نے ان سے علم حدیث وفقہ کی تفہیم وتعلیم حاصل کی۔ امام شافعیؒ نے ایک خاتون سے

علمی استفادہ و استفاذہ کیا، جس کا نام سیدہ نفیسہ تھا۔[20] اسلام کی ابتدائی صدیوں میں خواتین اساتذہ باغات، مساجد، مدارس اور دیگر مقامات پر درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیا کرتی تھیں اور ان سے علمی استفادہ کرنے والوں میں مرد اور خواتین دونوں کی بڑی تعداد شامل ہوا کرتی تھی۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں خواتین باقاعدہ علمی مجالس و محافل کا انعقاد امت کی ہونہار بیٹیاں کی قیادت میں ہوا کرتا تھا۔[21]

شعر و ادب میں کردار

قرونِ اولیٰ کی مسلم بیٹیوں نے نہ صرف دینی خدمات میں نام پیدا کیا بلکہ شعر و ادب میں بھی اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا ہے۔ عرب بیٹیاں جنگوں میں اپنے رجزیہ اشعار کے ذریعے مرد جنگجوؤں کو بہادری و شجاعت پر اکساتیں۔ ان خواتین کے اشعار زیادہ متاثر کن ہوتے جن کا کوئی قریبی جنگ میں مقتول ہوتا۔ اس اعتبار سے خنساء کو بہترین شاعرہ سمجھا جاتا ہے۔ عرب خواتین کے اشعار میں محبت و عشق کا عنصر کم پایا جاتا ہے بلکہ ان کی شاعری سے درد مندی، قدردانی اور عالی حوصلگی ٹپکتی ہے۔[22] قرون اولیٰ کی خواتین کی شاعری سے سنجیدگی اور ہمدردی کی جھلک نظر آتی ہے۔ موجودہ پر فتن دور میں مسلم بیٹیوں کی ذمہ داری ہے کہ تعلیم و تعلم کے میدان میں اپنی صلاحیتوں سے استفادہ کرتے ہوئے اصلاحِ معاشرہ میں اپنا کردار پیش کرے۔

دینی و مذہبی کردار

نبی کریم ﷺ نے بیٹی یا بیٹے کے درمیان مذہبی و دینی فرائض کی انجام دہی کے لحاظ سے کوئی تفریق نہیں رکھی۔ عبادات (نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ) کی ادائیگی مردوں کی طرح خواتین کے لئے بھی لازمی ہے۔ چند خواتین نبی کریم ﷺ سے استفسار کیا کہ قرآن میں کئی مقامات پر مردوں کا تذکرہ پایا جاتا ہے لیکن خواتین کا نہیں تو ان کی تسلی کے لئے مذکورہ حسب ذیل آیات نازل ہوئیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> **"إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِماتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِناتِ وَالْقانِتِينَ وَالْقانِتاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِراتِ وَالْخاشِعِينَ وَالْخاشِعاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِماتِ وَالْحافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحافِظاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيراً وَالذَّاكِراتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيماً "[23]**

ترجمہ:" (جو لوگ خدا کے آگے سر اطاعت خم کرنے والے ہیں یعنی) مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمان بردار مرد اور فرمان بردار عورتیں اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور خدا کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں کچھ شک نہیں کہ ان کے لیے خدا نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔"

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

" قَالَ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَهُ يَذْكُرُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَذْكُرُ المؤمنات؟ فأنزل الله تعالى: إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْآيَةَ"[24]

ترجمہ:"عورتوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ مومن مردوں کا ذکر کیوں ہے اور مومن عورتوں کا نہیں؟ پھر خدائے بزرگ وبرتر کی طرف وحی فرمائی: بے شک یہ آیت مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے ہے۔"

مذکورہ بالا آیاتِ قرآنی کے نزول کے بعد مومنات وصالحات کا مذہبی کردار واضح ہو کر سامنے آگیا اور انہیں احساسِ کمتری سے بھی نجات مل گئی۔ مومن مردوں کی طرح مومنات کی مختلف دینی ومذہبی فرائض کی ادائیگی پر انعامات کا اعلان خواتین کی مذہبی حیثیت کو اجاگر کرتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

" إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ نِسَاؤُكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَى المَسْجِدِ، فَأْذَنُوا لَهُنَّ"[25]

ترجمہ:"جب آپ کی عورتیں آپ سے رات کو مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دیں۔"

حسبِ بالا حدیث سے مسلم بیٹیوں کو مساجد میں جاکر عبادت وریاضت کرنے اور مذہبی ودینی کردار ادا کرنے کا جواز ملتا ہے۔ مذہبی کردار کی انجام دہی کے لحاظ سے مرد وخواتین مساوی ویکساں حیثیت رکھتے ہیں۔ مختلف قسم کے مذہبی فرائض کی ادائیگی پر (عورت یا مرد) کے لئے قرآنی کی متعدد آیات میں مغفرت اور اجر عظیم کا اعلان کیا گیا ہے۔

قومی وفلاحی کردار

سیرت طیبہ ﷺ کا مطالعہ سے یہ حقیقت روزِ روشن کی سامنے آجاتی ہے کہ جب بھی قوم پر مشکل وقت آیا تو ملت اسلامیہ کی بیٹیوں نے قومی و ملی جذبہ سے سرشار ہو کر ہر شعبہ ہائے زندگی میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ سیرت النبی ﷺ اور تاریخ اسلامی ملت اسلامیہ کی بیٹیوں کے ملی و قومی کردار سے بھری پڑی ہے۔ حضرت صفیہ (رض) نے غزوہ احزاب میں شجاعت کی عظیم داستان رقم کی۔ مسلم بیٹیاں غزوات میں مجاہدوں و غازیوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخمی مجاہدین کی مرہم پٹی میں بھرپور حصہ لیتی تھیں۔ غزوہ احد میں حضرت عائشہ اور حضرت ام سلیم نے پانی کے مشکیزے لا کر زخمی غازیوں کو پانی پلایا۔[26] جنگ احد میں غازیہ اور مجاہدہ صحابیہ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا جراءت وشجاعت کا استعارہ ثابت ہوئی۔

صاحب "الرحیق المختوم" لکھتے ہیں:

> "ایک نادر کارنامہ خاتون صحابیہ حضرت ام عمارہ نسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہا نے انجام دیا۔ وہ چند مسلمانوں کے درمیان لڑتی ہوئی ابنِ قمئہ کے سامنے آگئیں۔ ابن قمئہ نے ان کے کندھے پر ایسی تلوار ماری کہ گہرا زخم ہو گیا۔ انہوں نے بھی ابن قمئہ کو اپنی تلوار کی کئی ضربیں لگائیں لیکن کم بخت دو زرہیں پہنے ہوئے تھا۔ اس لئے بچ گیا۔ حضرت امّ عمارہ رضی اللہ عنہا نے لڑتے بھڑتے بارہ زخم کھائے۔"[27]

معلوم ہوا کہ امت کی بیٹیاں میدان کارزار میں اپنے مجاہد بھائیوں سے ہر ممکن تعاون کرتیں۔ جنگ کے میدانوں میں مرہم پٹی کرنا، کھانا تیار کرنا، زخمیوں کو پانی پلانا وغیرہ جیسی ذمہ داریاں پوری کرنا مسلم بیٹیوں کا کام ہوتا تھا۔ جنگ یرموک میں حضرت خولہ نے مجاہدین کو اپنے اشعار کے ذریعے جوش دلایا۔ جنگ یرموک میں مسلم بیٹیوں نے بہادری کی داستان رقم کر دی۔ حضرت امیر معاویہؓ کی والدہ ہندہ دشمن فوج پر تابڑ توڑ حملے کئے۔[28]

سماجی و معاشی کردار

اسلامی معاشرہ میں خواتین کو ماں، بیوی، بہن اور بیٹی کی حیثیت سے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ماں کا درجہ باپ کے درجہ سے تین گنا قرار دیا گیا ہے کیونکہ اولاد کی پرورش میں درپیش آنے والی مصائب کو برداشت کرنا ایک باپ کے لئے بہت بے انتہا مشکل اور صبر آزما ہوتا ہے۔ رسول کریم ﷺ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ان کے رشتہ داروں کا اکرام کیا کرتے تھے، ان کی سہیلیوں کی قدر کرتے، جب کبھی بکری ذبح کرتے تو گوشت ان کی سہیلیوں کے گھروں میں بھیجا کرتے تھے۔ معاشرے کا بہترین انسان وہ ہے جو اپنی اہلیہ سے اچھا برتاؤ کرتا ہے۔

ابن ماجہ کی روایت میں آتا ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ
"[29]

ترجمہ "عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے تم میں سے بہتر ہو۔"

مسلم بیٹی کے روزمرہ کے اخراجات وضروریات کی ذمہ داری اس کے والد یا بھائی پر ہوتی ہے۔شادی کے بعد اس کے نان ونفقہ اور پوشاک ورہائش کی ذمہ داری اس کے خاوند پر عائد ہو جاتی ہے۔وراثت میں خاتون کا نصف حصہ رکھا گیا ہے کیونکہ مرد ہی اس کی معاشی حاجات پوری کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔تاہم نبی کریمؐ نے معاشی کرنے سے باز نہیں کیا بلکہ شرعی حدود کی پاسداری کرتے ہوئے مسلم اپنے خاندان کو سپورٹ کرنے کے لئے اقتصادی سرگرمیوں میں حصہ لے سکتی ہے۔

ارشاد نبویؐ ہے:

"قَدْ أَذِنَ اللَّهُ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ "[30]

ترجمہ:"اللہ نے آپ (خواتین) کو اجازت دی ہے کہ آپ اپنی ضرورت کے لیے باہر نکل سکتی ہیں۔"

مذکورہ بالا حدیث نبویؐ سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی ملازمت وکاروبار کی ذمہ داریاں نبھانے کے لئے گھروں سے باہر آسکتی ہیں۔تاہم گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں پردہ کا اہتمام کرنا مسلم بیٹی کی اہم ذمہ داری ہے۔

عریانیت کا بڑھتا ہوا رجحان اور مسلم بیٹی کا کردار

حجاب (پردہ) کا اہتمام مسلم بیٹی کی پہچان ہے۔کسی کام کے سلسلے میں گھروں سے باہر نکلنا ممنوع نہیں لیکن عوامی مقامات Public Places پر پردہ کرنا ایک صالحہ بیٹی کا طرہ امتیاز ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْواجِكَ وَبَناتِكَ وَنِساءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلابِيبِهِنَّ ذلِكَ أَدْنى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلا يُؤْذَيْنَ وَكانَ اللَّهُ غَفُوراً رَحِيماً"[31]

ترجمہ: "اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (مونہوں) پر چادر لٹکا کر (گھونگھٹ نکال) لیا کریں یہ امر ان کے لیے موجب شناخت (وامتیاز) ہوگا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔"

قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت میں مسلم بیٹی کو چہروں پر چادر لٹکا کر گھونگٹ نکالنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ثابت ہوا کہ صنف نازک کسی کام کے سلسلے میں گھر سے باہر نکل سکتی ہے لیکن اسے اسلامی پردہ کے احکام کی پیروی کرنا ہوگی۔

ابو بکر جصاص لکھتے ہیں:

"فِي هَذِهِ الْآيَةِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الْمَرْأَةَ الشَّابَّةَ مَأْمُورَةٌ بِسَتْرِ وَجْهِهَا عَنْ الْأَجْنَبِيِّينَ وَإِظْهَارِ السِّتْرِ وَالْعَفَافِ عِنْدَ الْخُرُوجِ" [32]

ترجمہ: "اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نوجوان عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ غیر محرم کے سامنے اپنا چہرہ ڈھانپے اور حیا وعفت کا مظاہرہ کرے۔"

امت کی بیٹیوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ فحاشی وعریانی کے پروگرامز میں حصہ لینے سے گریز کریں کیونکہ بدکاری کا ارتکاب یا کسی بھی طریقے سے اس کی تشہیر واشاعت کا باعث بننا عورت کی شان کے خلاف ہے۔ موجودہ دور میں بے حیائی کے فروغ میں نوجوان خواتین ٹک ٹاکرز کا بھی بنیادی کردار ہے۔ ذرائع ابلاغ پر نیم عریاں خواتین کے اشتہارات اور ٹی وی ڈراموں کی بھرمار سے اسلامی معاشرے کی بنیادیں کھوکھلا ہو رہی ہیں۔ مرد وزن کا آزادانہ اختلاط، بے پردگی، بوس وکنار، جنسی بے راہ روی پر مبنی پروگرام موجودہ جدید میڈیا کا طرہ امتیاز ہیں۔ عریانیت وبدکاری کے زہریلے اثرات نہ صرف بیٹیوں بلکہ معاشروں و خاندانوں کی اخلاقی تباہی کا باعث بن رہے ہیں۔ مغرب میں صنعتی انقلاب اور ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں جس کے معاشرے پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ فیمنسٹ تحریک Fiminism نے پوری دنیا میں روایتی خاندانی نظام کے خلاف بغاوت کے لیے ایندھن کا کام کیا۔ اس طرح، خواتین کو گھریلو امور کی ذمہ داری نبھانے میں بوجھ محسوس ہونے لگا۔ کارخانوں میں روزگار اور دفاتر، آزاد تجارتی سرگرمیاں، رقص میں مفت شرکت، سماجی کلب اور اجتماعات مغربی خواتین کی زندگی کا حصہ بن چکے ہیں۔ مغربی خواتین مذہبی اور اخلاقی حدود سے تجاوز کر رہی ہیں۔ مغربی معاشرے میں آزاد جنسی تعلقات کی آزادی ہے۔ مغرب میں معاشی جدوجہد اور پیسہ کمانا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ہر فرد چاہے مرد ہو یا عورت معاشی انفرادیت میں پھنس گیا ہے۔[33]

مغرب اور مغربی میڈیا کا سب سے بڑا ہدف مسلمان بیٹی ہے۔ مغربی ذرائع ابلاغ کا وطیرہ یہ ہے کہ وہ اسلام میں عورت کے حقوق و فرائض کو مسخ کر کے دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ حجاب مسلم بیٹی کی زینت اور حیا کا حسن ہے لیکن مغرب حجاب کو تنگ نظری اور دہشت گردی کی علامت گردانتا ہے۔ مسلم خاتون کو مظلوم بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اسلام کے عائلی نظام پر طنز کی جاتی ہے۔ مختلف دستاویزی فلموں میں یہ بات ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے کہ مذہب اسلام بیٹی کو آزادی کے حقوق فراہم نہیں کرتا۔ مثال کے طور پر ایک ولندیزی فلم ساز تھیووان گوتھ (Theovan Gogh) نے دستاویزی فلم سب مشن (Submission) بنائی جس میں اسلام میں عورت کی حیثیت کے متعلق اسلام کے تصور کو مسخ کر کے پیش کیا گیا۔[34]

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:

> If there is a certain natural inequality between the two sexes, in many other aspects of life they resemble each other. Therefore, their rights and obligations in those domains will also be similar.[35]

مسلم بیٹیوں کی ذمہ داری ہے کہ فحاشی و عریانی کے پروگرامز میں حصہ لینے سے گریز کریں۔ سماج میں بے حیائی کا موجب بننا ایک مسلم بیٹی کے شایانِ شان نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم فحاشی و عریانی کی ترغیب دینے والوں کے لئے عذاب الٰہی کی وارننگ دیتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِي الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ"[36]

ترجمہ: "اور جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی (یعنی تہمت بدکاری کی خبر) پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں:

" الْعَامِل الْفَاحِشَة وَالَّذِي يشيع بهَا فِي الإثم سَوَاء"[37]

ترجمہ: "فحاشی کا مرتکب فرد اور فحاشی پھیلانے والا گناہ میں برابر ہیں۔"

مغربی دنیا میں مساوات مرد وزن کے نظریہ کے فروغ کی بدولت طلاق کی شرح میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ خواتین اور بچے نفسیاتی مسائل کا شکار ہو رہے ہیں۔ اکیلی ماؤں (Single Mothers) میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جنسی بے راہ روی عام ہو رہی ہے۔ جدید یورپ میں اختلاطِ مرد وزن، ہم جنس پرستی کو قانونی حیثیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب میں تدریجاً خاندانی نظام کھوکھلا ہو

رہا ہے۔ مغرب میں مائیں مردوں سے آزاد اور کل وقتی ماؤں کے تصور سے دور ہٹتی جا رہی ہیں۔ ممتا اور پدریت آہستہ آہستہ مفقود ہو رہی ہے۔ مساوات مرد وزن کے اس غیر متوازن اور غلط مغربی تصور نے عورت کو اس کی حقیقی و فطری ذمہ داریوں سے دور کر دیا ہے جن کی بجا آوری پر حقیقی تہذیب و تمدن کی بقا کا انحصار ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مغربی خواتین معاشرہ کے تفریحی و معاشی مشاغل میں اس قدر مشغول و مستغرق ہو گئیں کہ آہستہ آہستہ خاندانی و ازواجی ذمہ داریاں ان کی عملی زندگی سے خارج ہو گئیں۔ یوں مغرب میں خاندانی نظام عدم استحکام کا شکار ہو گیا۔ مغربی معاشرہ اندر سے مکمل طور پر ٹوٹ پھوٹ چکا ہے۔[38]

Glenna Matthews لکھتی ہے:

> Much has been made of the separation of male and female spheres of activity under the impact of industrialization. It seems increasingly clear, however, that while the two sexes may have been working in physical proximity in pre-industrial America, their jobs were highly differentiated.Men tended the orchards, for example, while women preserved the fruit. Men or boys chopped the firewood, while women tended the fires. Each sex stuck to its own tasks except under conditions of duress, such as the absence or illness.[39]

مساوات مرد وزن کا نظریہ اور فیمی نسٹ Fiminist کے فروغ کی بدولت مغربی معاشرہ کی طرح اسلامی معاشرہ بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔ عریانیت و فحاشی مغربی تہذیب و ثقافت کی پہچان بن چکی ہے۔ مغرب اسلامی معاشروں میں مغربی تہذیب فروغ دینے کے لئے میڈیا کا ہتھیار استعمال کر رہا ہے۔ اسلام نے خواتین کی عزت کی حفاظت کے پیش نظر شرعی حدود و قیود مقرر کر رکھی ہیں۔ اسلام کے عائلی نظام زندگی کے تحفظ کے لئے مسلم بیٹیوں کو سیرت طیبہ ﷺ سے رہنمائی لینا ہو گی۔ اسلام کے پردہ کے احکام کی پابندی مسلم بیٹی کی شان و عظمت کو دوبالا کر دیتی ہے۔

نتیجہ بحث

اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس نے خاتون کو ان کے شایانِ شان مقام و مرتبہ عطا کیا۔ اسلام میں خواتین کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کی حیثیت دی گئی ہے۔ معاشرے کے استحکام میں خواتین کے کردار سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام خواتین کو دینی، سماجی، معاشی کردار ادا کرنے کا حق دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملت اسلامیہ کی تاریخ مسلم بیٹیوں کے سنہری کارناموں سے مزین ہے۔ مسلم بیٹیوں نے ہر دور

میں زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی صلاحیت کالوہا منوایا ہے۔اسلامی علوم وفنون کی ترویج واشاعت میں اسلاف کی بیٹیوں نے ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔ لیکن عصر حاضر میں میڈیا کے ذریعے مغربی تہذیب و ثقافت مسلم معاشروں میں سرایت کرتی جارہی ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں مغربی فکر کا اثر ونفوذ بڑھتا جارہاہے جس کی وجہ سے مسلم بیٹیاں اپنے تاریخی کردار اور ذمہ داریوں سے غافل ہورہی ہیں۔ مغربی فکر کا ہی اثر ہے کہ مسلم معاشروں میں عورت کی آزادی اور مساوات مردوزن کا تصور عام ہورہا ہے۔ عریانیت کو روشن خیالی باور کروایا جارہاہے۔حالانکہ اسلام میں خواتین کو بے حیائی وعریانی کو فروغ دینے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ عصر حاضر میں ملت اسلامیہ کی بیٹیوں کی ذمہ داری ہے کہ فحاشی و عریانی کے محافل کا حصہ بننے سے اجتناب کریں۔ سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں بیٹی کی تعلیم وتربیت سے معاشرہ میں مثبت تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔بیٹی کا مثبت و تعمیری کردار عریانیت کے موجودہ سیلاب راستہ روکنے میں مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔

حوالہ جات

[1] جالندھری، فتح محمد، **القرآن الکریم**،(لاہور: فاران فاؤنڈیشن، 2013ء)۔

Jālandharī,Fateh Muhammad, *Urdū translation of Holy Qur 'an* ,(Lāhūre: Fārān Foundation, 2013).

[2] فضل الٰہی، ڈاکٹر، **بیٹی کی شان وعظمت**،(اسلام آباد: دار النور، 2014ء)، 99۔

Fazl Elāhī, Dr., *Betī Kī Shān o 'Azmat*, (Islamabād: Dār-ul-Nūr, 2014), 99.

[3] الکھف، 18:46

Al-Kahf, 18:46.

[4] القرطبي ،أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر، **الجامع لأحكام القرآن**،(القاهرة :دار الكتب المصرية ،1384ھ)،10:415۔

Al-Qurtubī,Abū 'Abdullah Muhammad bin Ahmed bin Abī Bakr, *Al-Jāmae'Li-Ahkām ul-Qur'an*, (Cairo: Dār ul-Kutab ul-Misrya, 1384 AH), 10:415.

[5] الشوریٰ، 42:49-50۔

Al-Shūra, 42:49-50.

[6] الطبري، محمد بن جرير بن يزيد، **جامع البيان في تأويل القرآن**، (مؤسسة الرسالة، 1420ھ)، 21:557۔

Al-Tabarī Muhammad bin Jarīr bin Yazīd, *Jāmi'e al-Bayān f ī Tāwīl ul-Qur'an*, (Moassasat Al-Risālah, 1420 AH), 21:557.

[7] الجوزية ،محمد بن أبي بكر ابن قيم ، **تفسير القرآن الكريم**،(بيروت: دار ومكتبة الهلال، 1410ھ)، 1:469۔

Al-Jawziyya,Muhammad Ibn Abī Bakr Ibn Qayyim, *Tafsīr ul-Qur'an al-Karīm*, (Beirūt: Dār wa Muktaba al-Hilāl, 1410 AH), 1:469.

[8] النحل، 16:58۔

Al-Nahl, 16:58.

[9] Dr. Hameedullah, *Introduction to Islam,* (Paris:Centre Culturel Islamique, ,1969),111.

[10] محمد بن إسماعيل، **صحيح البخاري**، (دار طوق النجاة،1422ھ) ،رقم:1418۔

Muhammad bin Ismāi‘l, *Sahīh ul-Bukhārī*, (Dār Tawq al-Najāt, 1422 AH), No:1418.

[11]عبدالمنان چیمہ، **اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کی مثبت وتعمیری سرگرمیوں کا تجزیاتی مطالعہ**، التبیین،(جلد:4،شمارہ:2،جولائی–دسمبر،2020)،131۔

Abdul Manan Cheema, *Analytical study of Women`s positive and constructive activities in the light of Islamic teachings*,Al-Tabyeen, (Lahore: University of Lahore,Volume: 4, Issue: 2, July-December, 2020), 131.

[12] ندوی، رضی الاسلام،ڈاکٹر،**علوم اسلامیہ میں خواتین کی خدمات**،62۔

Nadvī,Razi-ul-Islām, ‘*Ulum e Islāmia Main Khawāteen Kī Khidmāt*,62.

[13] Muhammad Hameedullah,Dr., *Introduction to Islam*, 111.

[14]محمد بن يوسف ، **سبل الهدى والرشاد**، في سيرة خير العباد،(بيروت: دار الكتب العلمية ،1414 ھ)، 11:179۔

Muhammad bin Yusaf, *Subal ul-Hudā wal-Rishād*, Fī Sīrat Khair ul-Abād, (Beirut: Dār al-Kutab ul-I'lmiya, 1414 AH),11:179.

[15]ندوی، رضی الاسلام،ڈاکٹر،**علوم اسلامیہ میں خواتین کی خدمات**، تحقیقات اسلامی،(علی گڑھ (انڈیا)،جولائی–ستمبر2018ء)،54-55۔

Nadwī,Razi-ul-Islam,Dr.,*Ulum e Islamia Main Khawāteen Kī Khidmāt*,Tahqeeqāt e Islāmī, (Alīgarh (Indiā):, July-September 2018), 54-55.

[16]عبدالمنان چیمہ، **اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کی مثبت وتعمیری سرگرمیوں کا تجزیاتی مطالعہ**،129۔

Abdul Manan Cheema, *Analytical study of Women`s positive and constructive activities in the light of Islamic teachings*,129.

[17] Nadwī,Muhammad Akram, *Al-Mohaddithāt*,(London:Interface Publications Oxford ,2007),251.

[18] الذهبي ،شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد ، **ميزان الاعتدال في نقد الرجال**،(بيروت :دار المعرفة للطباعة والنشر،1382 ھ)،4:604۔

Al-Dhahbī ,Abu Abdullah Muhammad bin Ahmed, *Mezān al-‘Etidāl fī Naqd ul-Rijāl*,(Beirut: Dār al-Ma‘ārafa for Printing and Publishing, 1382 AH), 4:604.

[19] Nadwī,Muhammad Akram,*Al-Mohaddithāt*,97.

[20]عبدالمنان چیمہ، **اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کی مثبت وتعمیری سرگرمیوں کا تجزیاتی مطالعہ**،132۔

Abdul Manan Cheema, *Analytical study of Women`s positive and constructive activities in the light of Islamic teachings*,129.

[21] ندوی، رضی الاسلام،ڈاکٹر،**علوم اسلامیہ میں خواتین کی خدمات**،53۔

Nadwī , Razi-ul-Islam, Dr.,*Ulum e Islamia Main Khawāteen Ki Khidmāt*,53.

[22] علوی، فرحت،ڈاکٹر، **قرون اولیٰ کی خواتین اور شعری ادب**، الاضوئ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، جون2007ء)،55

'Alvī,Farhat, Dr., *Qārun e aula Kī Khawātīn Aur Shairī Adab*, Al-Adwā,(Lāhore:University of the Punjāb, Lāhore, June 2007),55.

[23] الاحزاب،33:35۔

Al-Ahzāb,33:35.

[24]إسماعيل بن عمر بن كثير، **تفسير القرآن العظيم** ،(بيروت: ، دار الكتب العلمية ،1419ھ)،6:372۔

Ismāil bin 'Umar bin Kathir, *Tafsīr al-Qur'an al-Azīm* (Beirut: Dār al-Kutub Al-Elamiya, 1419 AH), 6:372.

[25] محمد بن إسماعيل ، **صحيح البخاري** ،رقم:865۔

Muhammad bin Ismāi'l, *Sahīh ul-Bukhārī,* No:865.

[26] المباركفوري ،صفي الرحمن ، **الرحيق المختوم**،(بيروت :دار الهلال ،س-ن)،252۔

Mubārkpūrī,Safi ul-Rehmān ,Ar-Rahiq ul-Makhtum, (Beirūt: Dār ul-Hilāl, N.D), 252.

[27] مبارکپوری، صفی الرحمن، **الرحیق المختوم**،(لاہور: المکتبہ السلفیہ،1404ھ)،371۔

Mubārkpūrī,Safi ul-Rehmān ,Ar-Rahiq ul-Makhtum, (Lāhūre: Dār ul-Hilāl, 1404 AH), 371.

[28] شبلی نعمانی، مولانا، **الفاروق**،(لاہور: نذیر پبلی کیشنز، س-ن)،110۔

Shiblī Nomānī, Maulānā, *Al-Fārooq*, (Lāhūre: Nazīr Publications, N.D),110.

[29] محمد بن يزيد ، **سنن ابن ماجه**،(دار إحياء الكتب العربية)،رقم : 1978۔

Muhammad bin Yazīd, *Sunan Ibn Mājah*, (Dār ihayā al-Kutab al-'Arabiya,) No: 1978.

[30] محمد بن إسماعيل، **صحيح البخاري** ،رقم:5237۔

Muhammad bin Ismāi'l, *Sahīh ul-Bukhārī*, No:5237.

[31] الاحزاب۔33:59۔

Al-Ahzāb, 33:59.

[32] أحمد بن علي أبو بكر الجصاص ، **أحكام القرآن**،(بيروت :دار الكتب العلمية ،1415ھ)،3:486۔

Ahmad bin 'Alī Abū Bakr al-Jisās, *Al-Ahkām ul-Qur'an* (Beirūt: Dār al-Kutub Al- 'Elmiya, 1415 AH), 3:486.

[33]Abdul Manan Cheema, Dr., Influence Of Western Civilization On Islamic Societies: An Analysis, Webology ,(Iran: University of Tehrān, Volume 18, Number 4, 2021),1667.

[34]عبدالمنان، **9/11 کے بعد عالم اسلام پر مغربی ذرائع ابلاغ کی تہذیبی وثقافتی یلغار۔ایک تحقیقی جائزہ**، تحقیقی مقالہ ایم فل علوم اسلامیہ،(سرگودھا: شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا،2013)،36۔

Abdul Manan*, 9/11 Kay Bād Aālim e Islām par Maghrabī Zarāie Ablāgh Ki Tahzibi wa Saqāftī Yalghār-Aik Tehqeeqī Jaiza*, Research Thesis For M. Phil Islamic Studies,(Sargodha: University of Sargodha, 2013),36.

[35] Muhammad Hameedullah, Dr., *Introduction to Islam*, 111.

[36] النور،24:19۔

Al-Nūr, 24:19.

[37]السيوطي ،جلال الدين ، **الدر المنثور**،(بيروت :دار الفكر ،ت-ن)،6:161۔

Al-Suyūtī ,Jilāl ul-Din, Al-Dur ul-Manthūr (Beirut:, Dār ul-Fikr, N.D), 6:161.

[38]عبد المنان چیمہ، **مغرب اور خاندانی نظام کا قرآنی تصور: تجزیاتی مطالعہ**، جہات الاسلام،(لاہور: پنجاب یونیورسٹی، جلد:16، شمارہ:01، جنوری–جون2022ء)،67۔

Abdul Manan Cheema, *Qur'anic Concept of Family System and West: Analytical Study*, Jihāt ul-Islām, (Lāhore:Punjāb University, Vol: 16, Issue: 01, January-June 2022), 67.

[39] Glenna Matthews,*Just a House Wife The Rise and Fall of Domesticity in America*,(New York:Oxford University Press,1987),4.